

الشفیع  
باسمہ

من جانب التبیغ لکھنؤ بیادگار مجد الدین روح الشریع

المستین حضرت غفر انما ب طاب ثراه

مصدقہ فخر حکماء المتاملین بقیۃ السالکین جناب

قلید و کعبہ مولانا سید احمد صاحب علامہ ہندی

مجتہد العصر والزمان مدظلہ العالی

باہتمام جناب اروغ سید محمد صاحب

مطبع لکھنؤ عالم لکھنؤ پرنٹنگ پریس

خطہ عربیہ سیدتی لکھنؤ بیادگار مجد الدین روح الشریع  
۲۰۶۲



یا وجہیہا عند اللہ استیع لک عند اللہ  
(۱) اکثر مخالفین اسلام در بارہ شفاعت جناب رسول خدا بہت کچھ شبہ وارد کرتے ہیں کہتے ہیں کہ کوئی ثبوت عقلی یا نقلی شفاعت کا نہیں ہے۔

(۲) یہ بھی کہتے ہیں شفاعت نبی اہل کبار سے اور عاصیوں سے متعلق ہے تو لازم آتا ہے کہ رسول اعانت مجرم کریں جو کہ عقلاً قبیح ہے اور خلاف عدالت ہے خدا ایسی شفاعت کو قبول فرمائے اور مجرم سزا دے اور اگر شفاعت متعلق ہے نیکوں سے تو نیکی کا بدون شفاعت شفیع اجر دنیا یہ بھی ظلم ہے اور اگر نیک خود بسبب نیکی کے مستحق اجر ہے تو شفاعت نبی عبث و بے معنی ہے۔ اور یہی حال توبہ کا ہے  
(۳) توبہ شفاعت سے فعل قبیح پر مکلف کو جرأت و جسارت دلانا اور یہ بھی قبیح ہے  
(۴) - کذب و عید میں ہو گا اور کذب قبیح ہے۔

### الجواب بعون اللہ الملائک الوہاب

ثبوت عقلی و نقلی شفاعت کا یہ ہے کہ ہم صبح و شام مشاہدہ کرتے ہیں کہ دنیا میں ایک دوسرے سے شفاعت کرتے ہیں یہ مادہ سفارش خلقی و طبعی امر ہے جو ہر انسان میں قدرتا تھوڑا بہت پایا جاتا ہے خصوصاً جنہیں مادہ ہمدردی کا زائد ہو بلکہ دنیا میں بقائے امن اسی سفارش و شفاعت پر زیادہ نظر آتا ہے جب ایک ظالم طبیعت کسی پر خواہ مخواہ جابرانہ عمل کرے تو اکثر اوسکو یہی سفارش روکتی ہے جس سے دنیا میں امن قائم ہے اسی سفارش سے اکثر انسان رفتہ رفتہ کھامانتے ہوئے عفو و بخشش کا عادی ہو جاتا ہے۔ اگر شفیع و سفارش کنندہ بد ہیں تو انسان کو ایک کے حق کا چھین کر دوسرے کو دلانا واجب التقریر کو چھوڑ دینے کا عادی بتا دیتا ہے اسکی دنیا میں صد ہا نظیر ہیں ہر شاہ و شہر یا ر امیر و رئیس بلکہ ہر غریب و فقیر کے یہاں اسکی صد ہا مثالیں ملیں گی اسی قدر ہی مادہ ہمدردی کے موجود ہونے سے انسان دنیا میں ایک



ہر ملت و مذہب کے لوگوں کو دیکھو اپنے پیار عزیز کو دیکھو اوسکی صحت کے طالب  
ہوتے ہیں حکیم و طبیب سے منت و خوشامد علاج کی کرتے ہیں خدا سے صحت کی  
دعا کرتے ہیں اگر منکر خدا ہے تب بھی دل اوسکا ضرور ایسے شخص کی طرف مضطرب  
ہو کر متوجہ ہو جاتا ہے جو شفا دیندہ ہے وقت اضطراب میں بیشک اوسکا قلب  
یہ کہنے لگتا ہے کہ کوئی شخص مرض کا دینے والا اور صحت کا دینے والا بھی ہے۔

اے کاش وہ اسکو صحت دیتا کیا یہ شفاعت نہیں ہے دعا کرنا بھی شفاعت ہے  
خواہ اپنے نفس کے واسطے ہو یا دوسروں کے لیے خدا بھی فرماتا ہے وادعونی  
استجب لکم ما تمہم دعا کرو ہم دعا کو مستجاب کریں گے۔ پھر فرماتا ہے و  
اذا سئل عن عبادی غنی فانی قریب اجیب دعوتہ الداع اذا دعان

قلیب تجیبوا لی و الیوم منوالی اعلم میرا شد و نجب بند میرا سوال  
کرتا ہے میں اس سے قریب ہوتا ہوں تاکہ اوسکی ندا کا جواب دوں اور دعا  
اوسکی قبول کر لوں پس تلکو بھی لازم ہے طاعت و عبادت کے واسطے

جب تلکو پکاروں تو لبیک اجابت کہو اور تجھ پر ایمان لاؤ شاید اسوجہ سے  
رسکار ہو۔ اگر خداوند کریم صادق ہے اور یہ کلام اوسکا برحق ہے (اور

ضرور وہ صادق ہے اور کلام برحق ہے) پس ضرور وہ ہر دعا کو سنتا ہے اور  
بنا پر اپنی صحت و شہادت کے دعا کو قبول بھی فرماتا ہے۔ خصوصاً وہ لوگ جو

اوسکے مقرب بندہ ہیں اور مستجاب الدعوات ہیں اونکی ہر دعا قبول و مستجاب  
اپنے عقیدہ سے قطع نظر کر کے تواریخ و سیر کی کتابیں دیکھو تو کوئی دعا بغیر کی

ایسی نہ پاؤ گے جو مقبول نہ ہوئی ہو بلکہ ہر دعا کا مستجاب ہونا علامت نبوت  
سے اگر خدا نجیب الدعوات ہے اور انبیاء مستجاب الدعوات ہیں اور ہمدردی

کرنا قوم سے اعلیٰ درجہ کی صفت ہے اور قوم کی سفارش کرنا بڑی ہمدردی  
ہے۔ انہی صفتوں سے متصف ہونے والے کوئی دعا قبول نہ ہوگی اور ہمدردی قوم



محال عقلی نہ ہوگا۔

دنیا کا چلن اشفاعت پر چلتا ہے جس کیس کا کسی کے روبرو کما سنا بہت چلتا ہو  
ضرور وہ سفارش بھی کرے گا بشرطیکہ شفیع میں مادہ ہمدردی بھی ہو بلکہ زیادہ تر ہر شخص  
کی محبت و دوستی کا مدار اسی پر ہے ہر شخص کو بجائے خود بھروسہ ہوتا ہے کہ دوست  
ہمارے کہنے کو نہ ٹالے گا۔ عقلاً بھی یہ خلاف انصاف ہے کوئی پابند تہذیب  
و اخلاق اس امر کو جائز نہ رکھے گا کہ اپنی رضا جوئی کا طالب اپنا مخلص و مطیع و  
فرمانبردار سچا دوست کیسی سفارش کرے کچھ کہے اور ہم نہ مانیں اگر یہ امر خلاف  
عدالت و انصاف اور صفت ذمہ ہے تو خدا کو عادل اور ہر صفت ذمہ سے وقیعہ سے  
منزہ سمجھتے ہیں وہ کیونکر اس صفت ذمہ سے متصف ہو سکتا ہے کہ دوستوں کی  
دعا کو نہ سنے اور شفاعت کو قبول نہ کرے اور یہ بھی ظاہر ہے کہ جس دربار شاہ  
جبار و قہار تک ہماری رسائی ناممکن ہو خواہ نخواستہ مقربان سلطانی ذریعہ و واسطہ  
ہماری عرض و معروض کا ہوں گے۔

اسی اصول پر نظر کر کے ہر مذہب میں دیوے و دیوتا۔ امام پیغمبر و پیر۔ اولیاء کی  
موافق ہر مذہب کے پوجا پاٹ نذر و نیاز دعا تعویذ ہوتے ہیں جس کا یہی مطلب  
ہوتا ہے کہ نیک بندہ پریشور۔ یا خدا۔ گاڈ۔ یا ہواہ۔ سے وقت مصیبت میں  
ہماری شفاعت و سفارش کریں گے ہمیشہ سے یہ اصول ہر قوم کے مد نظر رہا ہے  
اپنے اپنے دیوتا امام پیغمبر پیر اولیا کو شفیع سمجھتے رہے ہیں ہر مذہب و ملت میں ہمارے  
اسکی صد ہا نظیر ملین گی۔ ہندو مذہب میں ہے۔

(۱) وہ اسے پیشور مجھے سچے نیک چلن اور دہرم پر عمل کرنے کی طاقت ہو آپ  
مجھ کو ہمت دیجئے کہ میرا یہ سچے دہرم کا عداپنی عنایت سے پورا ہو میں آج سے  
سچے دہرم کی پابندی اور جھوٹ کھوٹے چلن سے اور او دہرم سے دوری



(۲) سری ناروجی عالم قانی کی سر کرنے بیکنٹھ کو سری بھگوان جی سے عالم قانی کے مصیبت زدوں کی سفارش کے لیے روانہ ہوئے اور بھگوان جی کی بہت ڈنڈوٹ کر کے انکی شفاعت کی بشن نے ست نارائن کا ایک برت تعلیم کیا۔  
(۳) پھر وید میں ہے کہ ہوم کے پدارتھوں کو لوگ استھان میں پہنچانے والا اکن ہے (پھر وید ۱۰) کیا یہ سفارش نہیں ہے۔

(۴) ۲۲ پاپیوں کے پنکٹ کو براہمین پوتر کرتا ہے اور اپنے سات پشت اوپر کی اور سات پشت نیچے کی پوتر کرتا ہے اور تمام پر تقویٰ کو اکیلا دھارن کر سکتا ہے (منو ۱۱) یہاں نہ سفارش کی ضرورت نہ خدا کی پرواہ برہمن صاحب خود پوتر کر دینگے ایک برہمن ساری دنیا کو دھارن کر سکتا ہے۔

(۵) وید کی شفاعت دیکھئے جس طرح بنی انتہا پانی میں ڈھیل ڈالو تو جلد غائب ہو جاتا ہے اسی طرح سے سب پاپ تینوں وید کے پڑھنے سے ڈوب جاتے ہیں (منو ۱۱) اب بیل کے ہدایات پر نظر کرو۔

(۱) اب تو اپنی رحمت کی فراوانی سے امت کے گناہ بخش دیئے جیسا کہ تو مصر سے لیکر یہاں تک بخشا رہا ہے خداوند نے فرمایا کہ میں تیرے کسے سے بخشا دگنتی تک دوس

۱۹ و ۲۰۔

(۲) قہر الہی کے دفع کے لیے شفاعت حضرت موسیٰ کی مقبول ہوئی (گنتی باب ۹ و ۱۰)  
(۳) تب فرعون نے موسیٰ اور ہارون کو جلد بلایا اور کہا کہ میں خداوند تمہارے خدا کا لنگار ہوں سو اب میں تمہارے منت کرتا ہوں فقط اس مرتبہ میرا گناہ بخشو اور خداوند اپنے خدا سے شفاعت کرو کہ فقط اسی موت کو مجھ سے دور کرے چنانچہ وہ فرعون کے پاس سے نکل گیا اور خداوند سے شفاعت کی اور خداوند

نے پچھو آندھی بھیجی جو تڈیوں کی سی گئی (خروج باب ۱۰ اور س ۱۴-۱۹)



(۵) کیونکہ بہت سے لوگوں نے افرائیم میں سے اور بنی منشی میں اور اشکار میں سے اور زبولوں سے اپنے کو پاک نہیں کیا تھا اور اوسکے برخلاف جو لکھا ہوا ہے فسخ کیا یا لیکن حرقیہ نے اونسکے لیے دعا کی اور کہا اے خداوند کریم تو میرا ایک کو جیسے خدا کو جو اوسکے باپ دادون کا خداوند خدا ہے ڈھونڈنے کو دل لگایا ہے صاف کر اگرچہ بیت مقدس کی طہارت سے پاک نہ ہوا ہو اور خداوند سے حرقیہ کی سنی اور لوگوں کو معاف کیا تاریخ باب ۲۰ درس ۸ الغایتہ ۲۰

اس مقام پر یہ شبہ ہو سکتا ہے کہ یہ دنیاوی شفاعت ہے آخرت میں کوئی انسان شفاعت نہیں کر سکتا اسکا جواب یہ ہے کہ جس طرح گناہوں کا معاف کرنا خدا سے دنیا میں ہے ویسا ہی آخرت میں ہے پھر کیا وجہ ہے کہ دنیا میں خدا تک رسائی نہ ہو اور آخرت میں رسائی نہ ہو پس جو خدا کے قایل ہیں اونکو اس امر کے قبول کرنے سے چارہ نہیں کہ خدا کے خواص و مقرب بندہ شفاعت کرتے ہیں اور خدا اونکی شفاعت کو سنتا ہے جو لوگ نبوت جناب ختمی مرتبت (روحی دار و اح العالمین) الفداء کے قایل ہیں وہ ہلاک اس امر سے انکار کر سکتے ہیں کہ وہ جناب شفاعت پیش خدا نفرماویں گے۔ تا وقتیکہ نبوت کا انکار نہ کریں یا حشر و نشر و قیامت کے منکر ہوں جبکہ ہر مذہب و ملت میں شفاعت کا اعتقاد فرض ہے تو ہم کیا نئی بات کہتے ہیں پس مسلمان تو ہرگز اپنے اسلام کو باقی رکھ کر منکر شفاعت نہیں ہو سکتا در صورت انکار مخبر صادق کے صدق سے انکار اور تکذیب کلام الہی لازم آویں پھر مومن و مسلم باقی رہنا محض ادعاء لسانی ہے اہل حق و اہل انصاف کی نظر میں ایسا شخص فاسق و فاجر و مذبذب و مخبر صادق و منکر قرآن مجید ہے۔

ثبوت نقلی شفاعت یہ ہے کہ۔

(۱) قرآن مجید میں ہے "وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَ الَّذِي اَذِنَ لَهُ"



(۱) کہیں ملکون الشفاعة الامن لتخذ عند الرحمن عهد (پارہ ۱۱ کوئی)  
کسیکو اختیار شفاعت نہیں مگر جسے خدا سے اقرار شفاعت لے لیا ہو۔

(۲) یومئذ لا تنفع الشفاعة الا من اذن له الرحمن ورضی له قولا  
(پارہ ۱۲ کوئی ۱۵) اوسدن کسی شفاعت نفع نہ دے گی مگر جسکو خدا حکم شفاعت  
عطا فرماوے اور پسند کرے جسکی بات اوسکی شفاعت قبول ہوگی۔

(۳) ما من شفیع الا من بعد اذنه (پارہ ۱۱ کوئی ۴) بروز قیامت کوئی  
شفیع نہ ہوگا مگر بعد حکم خدا جسکو اجازت شفاعت عطا ہوگی وہی شفاعت کرے گا۔  
(۵) من ذا الذی یشفع عندی الا باذنه (پارہ ۳ کوئی ۴) کون شخص  
خدا کے سامنے شفاعت کر سکتا ہے مگر وہی جسکو خدا حکم کرے۔

صاف الفاظ میں خدا نے فرمایا ہے کہ ہر کس و ناکس کا یہ کام نہیں ہے کہ شفاعت  
کر سکے بجز اذن لوگوں کے جنکو حکم شفاعت ہوگا وہی خاص بندے شفاعت پیش  
پروردگار کرینگے اگر مطلق شفاعت سے انکار ہوتا تو بار بار یہ نہ کہا جاتا کہ وہ لوگ جنکو  
حکم خدا ہوگا وہ شفاعت کر سکیں گے۔ اب چند حدیثیں اہل سنت کی معتبر کتابوں سے  
درج کرتے ہیں۔

(۱) عطیہ عوفی نے ابو سعید خدری سے نقل کیا ہے فرمایا رسول سے کوئی  
قوم آتش دوزخ سے نہ نکالی جاوے گی اہل ایمان سے ہو یا اہل قبلہ مگر شفاعت  
محمد رسول خدا سے انحر مسند امام اعظم۔

(۲) انس ابن مالک نے رسول سے سوال کیا قیامت کے روز آپ کسی  
شفاعت فرماوین گے۔ رسول اہل کبار اور اہل عظام اور خوئی لوگوں کی  
(مسند امام اعظم)



(۴) ابی زاعر نے رسول سے نقل کیا ہے فرمایا میری شفاعت سے کوئی اہل ایمان  
سے محروم نہ رہے گا یہاں تک کہ جہنم میں کوئی نہ رہے گا مگر وہ لوگ جو آئیں یہیں ذکر ہے یہ  
ما سئل کلمہ فی سقر الادیہ (مسند امام اعظم)

(۵) ابن مسعود نے کہا کہ خدا ایک قوم پر مومنوں کے عذاب فرماوے گا پھر ان کو شفاعت  
رسول سے نجات دیگا (مسند امام اعظم) علاوہ اسکے اور بہت سے روایات ہیں  
جن کو بخوف طول ترک کیا اسی طرح سے شیعوں کی معتبر حدیثیں کثرت سے ہیں  
بعض مذکور ہوئی ہیں۔ (۱) رسول نے فرمایا گناہ کبیرہ کرنے والے میری امت  
کے میری شفاعت سے نجات پاویں گے (امالی ابن بابویہ) (۲) رسول نے علی سے  
فرمایا یا علی جب میں مقام محمود میں ہو گا کل کے روز (قیامت کو قریب سمجھ کر)  
تو تمہارے شیعوں کی شفاعت کرونگا تم شیعوں کو آگاہ کر دو (امالی) (۳) رسول نے  
فرمایا میں شفاعت اون لوگوں کی کرونگا جو کہ گناہ کبیرہ کرتے ہیں ہاں بشر کہیں ظالمین  
کی شفاعت نہ کرونگا (امالی) (۴) جناب سیدہ نے اپنے پدر بزرگوار سے پوچھا  
اے بابا روز موقت اعظم اور یوم اہوال اور یوم فزع اکبر میں آپ سے کس مقام پر  
ملاقات کرونگی فرمایا اے فاطمہ دروازہ جنت پر ملاقات ہوگی اور میرے ساتھ  
لوائے حمد ہوگی اور میں اپنی امت کی خدائی درگاہ میں شفاعت کروں گا  
(امالی) (۵) حدیث وسیلہ جو اس باب میں طولانی ہے (بخاری - امالی) -  
غرض اہل اسلام کو بجز اقرار چارہ نہیں اور منکر شفاعت فاسق و فاجر سید ہیں ہے  
اور مذہب خیر صادق و منکر کلام الہی ہے قول اوسکا مخالف عقل و نقل ہے  
اوسکو کافر سمجھنا چاہیے۔

(جواب دوسرے شبہ کا) پہلے اس امر پر غور کر لو کہ عفو کرنا جرم کا عقلاً جائز ہے  
یا نہیں اسی پر موقوف ہے صحیح ہونا ثوبہ و شفاعت کا۔  
واضح ہو کہ گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں ایک خدا کا گناہ یعنی اوسکی نافرمانی دوسرے



مقبول معاف نہ کر دین اور نہ وہ کسی شخص کو بلا حکم قانون اپنے حکم سے قتل کر سکتا ہے  
 اسی طرح سے خدا کسی بندہ کے گناہ کو ہرگز معاف نہ کرے بلکہ اوس کا پورا انصاف  
 کر گیا جب تک وہ معاف نہ کر دے دیکھو سورہ مائدہ - آیت ۵۴ جو کہ شریعت حضرت  
 موسیٰ کی نسبت خدا نے خبر دی ہے وکتبا علیہم فیہا ان النفس بالنفس  
 والعین بالعين والاذن بالاذن والسن بالسن  
 والجروح قصاص فمن تصدق به فهو كفارة له اور لکھو یہاں کہ اونکو  
 اوس میں (تو ریت) کہ جی کے بدلے جی اور آنکھ کے بدلے آنکھ اور کان کے بدلے  
 کان اور دانت کے بدلے دانت اور زخمون کے بدلے برابر پس جسے بخش دیا تو وہ  
 کفارہ ہو گیا اوس کے واسطے۔ اسی نظام عدل پر شریعت اسلام بھی ہے اور ہرگز  
 گناہ اس قسم کے قابل بخشش نہیں ہیں تا وقتیکہ جب گناہ کیا ہے وہی نہ بخش دے  
 توبہ و شفاعت ایسے گناہ گاروں سے ہرگز متعلق نہیں ہے۔ اب رہا وہ گناہ جو  
 حشر کا ہے پس توبہ و شفاعت ایسے گناہ سے متعلق ہے اور  
 ان گناہوں کے عفو میں نہ کوئی الزام شفیع پر ہوتا ہے نہ خود خدا پر انصاف و عدل  
 یہ ہے کہ ہر شے کو اوس کے اصل مقام پر رکھیں توبہ حشر کے آگے گڑ گڑانا ہے  
 عاجزی کرنا۔ رونا۔ ناک رگڑنا۔ اور شفاعت کا مرتبہ توبہ سے بھی  
 بدرجہا بڑھ کر ہے کیونکہ شفاعت وہی شخص کرے گا جو لائق شفاعت کرنے کے  
 ہو اور پیش پروردگار مرتبہ رفیعہ رکھتا ہو پس ظاہر ہے کہ رئیس قوم و سردار  
 جب اپنی خاطر قوم کی طرف سے روبرو حاکم اعلیٰ کے عجز و انکسار کرے گا اور کسی جرم  
 سے بری کرنا چاہے گا تو یہ توبہ اوس قوم کی توبہ سے زیادہ  
 پر اثر ہوگی۔ بہر حال اس عاجزی و انکساری کی بھی کوئی جگہ ہے  
 جس پر اس کو رکھا جاوے اور انصاف و عدل کے معنی پورے ہو اگر یہ عاجزی



عدل میں کیا جچ پوچھو تو معلوم ہو کہ ایسی حالت میں عدل ہی کا مقصد ہے ہم دیکھتے  
 ہیں کہ سخت دل سے سخت دل آقا بڑا ہی کنجوس و نامہربان ہو وہ بھی اپنے نوکر سے  
 جسکا اخلاص و سکو کامل طرح سے معلوم ہو تو بہ و عاجزی پر خطا معاف کر دیتا ہے  
 حالانکہ اوسکو اوسکے دل کا پورا علم بھی حاصل نہیں ہوتا کہ اخلاص سے تو بہ  
 کرتا ہے یا نفاق سے لیکن خداوند تعالیٰ جو دلوں کے حال سے پورا واقف و  
 مطلع ہے جو بندے کے اخلاص و نیاز و عبادت سے پورا آگاہ ہے جو سرچشمہ  
 ہر نیکی کا ہے وہ نہ بخشے تو سچ جانو کہ ہمارے یہاں کے بنیا بقال سے کہیں بڑھ کر  
 کنجوس و سخت دل ہو گا اسی طرح سے شفاعت و سفارش سے بڑی بڑی تقصیریں  
 معاف ہو جایا کرتی ہیں پس عفو کرنا احسان و تفضل ہے اور احسان کا اچھا  
 اور نیک ہونا محتاج بیان نہیں کوئی عقلمند احسان کو قبیح نہ کہے گا کیا کوئی  
 شخص نظام جب پر عمل کر کے کسی خطا معاف کر دے اور اپنے مجرم سے عفو فرمے  
 تو وہ غیر عادل کہلاوے گا؟ ہر گز نہیں ہر گز نہیں بلکہ عین ترحم ہے جو کہ سرمد کا  
 ترحم کی ہے۔ عقاب و سزا حق خدا ہے جائز ہے کہ خدا اس حق کو ساقط کر دے  
 اسلئے کہ ترک عقاب میں کوئی ضرر نہیں خدا کا نہ کوئی اسکی مذمت کر سکتا ہے اور  
 عقاب میں ضرر ہے بندہ کا اور ترک ضرر احسان و تفضل ہے اور احسان ہر حال  
 میں اچھا ہوتا ہے بعد اس تقریر کے ہم نبی پر کیونکر اعانت مجرم کا الزام لگا سکتے  
 ہیں اور کیونکر سے خدا کو ظالم کہہ سکتے ہیں اگر کوئی اپنے حق سے دست بردار ہو  
 اور ضرر بھی نہ ہو تو کسی کا کیا اجارہ ہے دیکھو وید کی ہدایت کو دو انسانوں کو  
 مناسب ہے ادھر م کے چھوڑانے اور دھرم کے قبول کرنے کو راسخ الاعتقاد ہی سے  
 درخواست کرنے پر مانتا جلد ادھر مومن سے چھوڑا دھرمون ہی میں مصروف کر دیتا ہے  
 (پھر وید ادھیائی ۴۴ منتر ۲۸ ترجمہ نوندہ کپت مطبوعہ ۱۹۹۹ء) پس پریشو  
 مہر کے اختیار پر ہر حال میں ہر حال میں ہر حال میں ہر حال میں ہر حال میں



یہ بھی اوسیکاحق ہوگا۔ اعانت مجرم البتہ بدستے ہے لیکن کس مقام پر ہر مقام پر بری نہیں ہے بلکہ بعض موقوہ مستحسن ہے اگر مجرم اپنے جرم پر مصر ہو اور سرکشی ترک نہ کرے تب البتہ اعانت بری ہے اور اگر مجرم صدق دل سے تائب ہو اور دار جرم بھی نہ ہو پھر اوسکی اعانت نہ کرے کیا معنی بلکہ ایسے مجرموں سے بیزاری باعث ہوگی زیادتی جرم کا تو گویا اعانت جرم عدم اعانت مجرم میں ہوگی۔

دلیل ہماری یہ ہے کہ مجرم جب ارتکاب جرم تائب ہوتا ہے تو اس توبہ کے وجود دو ہوتے ہیں۔ یا خوف سزا۔ یا خوف ملامت و معزتی و رسوائی اور جب باوجود توبہ یہ دونوں امر باقی رہے تو پھر توبہ کی ضرورت ہی کیا ہے خواہ نخواستہ جو شخص ایک جرم کر کے اپنے کو لایق بہت بڑی سزا کا سمجھ لے گا پھر اوسکو حرات ہو جاوے گی دیگر جرائم کی کیا اکثر مجرموں کو نہیں دیکھا ہے جنکو پھانسی یا حبس دوام و عبور بدریائے شہور کا حکم ہوتا ہے وہ جاتے جاتے دلیرانہ کتنے جرائم کرنے پر آمادہ ہو جاتے ہیں یہی وجہ تو ہے کہ جن مجرموں پر شش سے سخت سزا کا حکم ہوتا ہے اونکی حفاظت و حراست میں یہ نسبت خفیف سزا والوں کے زیادہ کوشش ہوتی ہے۔

اس سے بھی قطع نظر کہ چونکہ برٹش گورنمنٹ میں یہ امر طی ہو چکا ہے کہ ہر سزایافتہ بد معاش سمجھا جاوے اور کبھی سزایافتہ مستحق کسی عہدہ یا ملازمت کا نہیں ہوتا بدچلن سمجھا جاتا ہے اسوجہ سے پہلے پہل جس پر کوئی دفعہ تعزیرات کی قائم ہونے والی ہوتی ہے تو وہ شخص سخت کوشش کرتا ہے اپنی برأت کی اور مجرم نہیں بنا چاہتا اور جہان ایک بار سزایافتہ ہو چکا پھر کوئی فکر و اندیشہ اوسکو نہیں رہتا وہ یہی سمجھتا ہے کہ جہان کوئی شہر ویا قعہ ہو اسب سے پہلے پولیس ہماری ہی خبر لی گئی کیونکہ نیک چلنوں میں شامل ہونے کی اوسکو توقع



دیکھ کر خائف رہتا ہے لیکن دو ایک منزائیں چیلنے پر کیسا دلیر و جری ہو جاتا  
 پس یہی حالت پابند شریعت کا سمجھو مثلاً فرض کرو اگر شراب خمر کی توبہ قبول  
 نہ ہوتی اور اوسکو یقین دلا دیا جاتا کہ شفاعت بھی تیری بابت قبول نہ ہوگی  
 تو اب شرمندگی و ندامت اوسکو کیوں ہوگی خواہ نہ خواہ آزادانہ اپنی نجات سے  
 مایوس ہو کر موافق خواہشات نفسانی اور بھی جرائم کا مرتکب ہوگا۔ اسوجہ سے  
 خدا نے واسطے قیام امن کے اپنے مجرم کی نسبت فرما دیا **و ان رجسک**  
**لذو امغفرۃ للناس علی ظلمهم** یا خدا صاحب بخشش ہے لوگوں کے  
 واسطے اونکے ظلموں پر پھر فرماتا ہے **وان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ**  
**و یغفر ما دون ذلک لمن یشاء** خدا نہ بخشنے کا شرک کو اس کے علاوہ  
 ہر گناہ کو بخشدے گا جسکو چاہے گا اور اسی مضمون کو حضرت عیسیٰ نے یونان دا  
 ادا کیا ہے **و میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ نبی آدم کے سب گناہ اور کفر جو وہ**  
**بکتے ہیں اوسکی معافی ہرگز نہیں ہوتی بلکہ وہ ہمیشہ کے عذاب کا سزاوار**  
**ہو چکا** متی **۲۳-۱۳** مرقس **۱۶-۷** ان وعدہ لئے خواہ نخواستہ مجرمین  
 کو پیشمانی کا موقع ملے گا اور توبہ کر کے آئندہ ارتکاب جرم سے بچنے کا سعی  
 ہوگا اس پالسی سے بڑھ کر کونسی حکیمانہ پالسی ہوگی اور اس سے زیادہ اسناد  
 ظلم کا اور کونسا اچھا طریقہ دنیا میں ہے ہم پوچھتے ہیں اگر کسی گورنمنٹ میں  
 اس قانون کا اجرا کر دیا جاوے کہ مجرموں کو مثلاً دس سال بعد ارتکاب  
 جرم کی سزا دیا جاوے اور اسکا بھی یقین دلا دیا جاوے کہ جرم کی بخشش  
 نہ ہوگی تو کیا ایسی سلطنت امن و امان سے بسر کر سکتی ہے ہرگز نہیں؟ تمام  
 رعایا میں بد امنی ہو جاوے گی اور دس ہی برس کی مہلت ملنے پر تمام  
 نیک چلن بد معاش ہو جاوین گے یہی حال پابندان شریعت کا ہے  
 اگرچہ ان کے لئے توبہ کا دروازہ ہمیشہ کھلا رہتا ہے



جرم کو آخرت پر اوٹھا رکھا ہے۔ ہاں یہ اعراض ہو سکتا ہے کہ دنیا ہی میں  
 سزا کر کے کیوں نہ انسداد کر دیا جاوے تو یہ بھی ہو چکا ہے قرآن مجید اور تورات  
 سے معلوم ہے اہم سابقہ پر برابر عذاب نازل ہوئے کوئی مسخ ہو کسی قوم پر  
 و بانازل ہوئی کوئی قحط سے ہلاک کیا گیا کسی پر حاکمان جابر و ظالم کو مسلط  
 کیا کبھی طوفان آب و ہوا کبھی صاعقہ سے عذاب ہوا موافق نظام عدل کے  
 دنیا میں بھی سزائیں ہو اکیں اب تفضلاً ہمارے نبی رحمت کی ہمت  
 مرحومہ کو فرصت تو یہ کی بھی دی گئی اسلئے کہ تہذیب و شایستگی اس قوم کی بھی  
 سابق سے زائد ہو گئی ہے اور مرد و سرکشی بھی پہلے سے نہیں رہی ہے جب  
 عذاب دنیا نازل کر کے اتمام حجت کر لیں تو کفار و مشرکین کو عذاب اخروی  
 و سزائے ابد کی اطلاع دیکر یوم جزاء کا منتظر کر دیا گیا اب سرکشان و متعبدان  
 شریعت اگر توبہ و انابت نہ کریں تو اولئے شفاعت نبی متعلق ہونگی اور نہ عفو خدا  
 یہی وجہ ہے کہ خدا نے سوائے تشرک اور اسکے مرادف کفر کی بخشش کے  
 علاوہ ہر گناہ کی بخشش کا امیدوار کر دیا ہے اور پھر لفظ لمن لیشاء اے اچھا فقرہ  
 ارشاد ہوا ہے جس شخص کو چاہے بخش دے جسکو چاہے نہ بخشی یہ لفظ ایسے خوف  
 رجا کے پہلوؤں کو بچھامے ہوئے ہے جس سے نہ تو مجرم کو جسارت ارتکاب جرم کی  
 ہو سکتی ہے اور نہ اپنی بخشش سے مایوسی ہماری اس تقریر سے بالکل شبہ  
 سائل کا برطرف ہو گیا جسکو اونے اپنے زعم میں اعانت مجرم خیال کیا تھا۔  
 اب ہم اسکو بھی واضح کئے دیتے ہیں کہ نیکو کار بھی محتاج شفاعت ہیں۔  
 (۱) کوئی انسان نہیں سوائے معصوم کے جو پاک ہو اور کوئی خطا عمدا و سهواً  
 مالک کی نہ کرے کتاب ایوب ۱۰۱-۱۰۲ پس جو لوگ ہر طرح سے پاک ہیں  
 یعنی انبیاء و ائمہ معصومین علیہم السلام ضرور اوٹھیں قابلیت شفاعت کی



ہو سکتا ہے کہ ہر شخص ایک خاص جزاء کا اوس استحقاق سے زائد جزا پاوے  
یہ نہ ہو گا مگر بشفاعت انبیاء۔

اگر پوچھو ضرورت اسکی کیا ہے کہ اپنے استحقاق سے زائد جزا پاوے۔  
جواب اسکا وہی تفضل و احسان ہے جو کہ عقلاً ہر طرح سے اچھا ہے خدا ہی  
کی نعمتیں ہیں اوسیکا بہشت ہے اوسیکی عبادت و طاعت کی جزا ہے  
اوسکو اختیار ہے کہ محدود و معین جزاء کو غیر محدود کر دے کسیکا اس میں  
کیا اجارہ ہے نہ یہ ہے کہ دوسرے مستحق محروم ہو جاویں گے نہ یہ ہو گا کہ نعمت  
اوسکی کم ہو جاوے بلکہ سچ پوچھو تو استحقاق سے زائد دینا رحیم و فیاض کو لازم  
ہے اسلیئے کہ ایسے مزدور کو جسکا کوئی دوسرا سہارا نہ ہو اوسکی مفوری بھر دینا  
یہ تو عدل ہے اور مقتضائے انصاف ہے اور مزدور سچ زائد دینا سخاوت  
و رحم ہے مزدوری و اجرت دینا لائق مدح نہیں ہے یہ اوسکا حق ہے جو  
دیا گیا مدح سخاوت و رحم تفضل و احسان پر ہوتے ہی اب رہا یہ امر کہ  
ضرورت شفاعت کیا ہے بدون شفاعت بھی تفضل و احسان ممکن ہے  
یہ سچ ہے بیشک خدا مالک و مختار ہے لیکن استحقاق سے زائد دینا جس طرح سے  
تفضل و احسان ہے بندہ پر اوسی طرح سے شفیعون کی شفاعت کیوجہ سے  
زیادتی جزاء میں تفضل و احسان ہو گا شفیع کے لیے میدان قیامت میں اوسکے  
باعز و شان انبیاء علیہم السلام کی عزت و وقعت جو کہ حضور رب العالمین ہے  
شفاعت ہی سے ظاہر ہو گی۔ دوسرے یہ دیکھنا چاہیے کہ عقلی قدر دانی کا مقتضا  
کیا ہے۔ جو چیز جس جگہ کے لائق ہو وہاں رکھی جاوے خدا کی مخلوقات میں  
جمادات۔ نباتات۔ حیوانات۔ ہیں حسب مدارج ایک کے دوسرے پر فضیلت  
خدا نے ہی بمقتضائے انصاف و قدر دانی ہر ایک کو بقدر شرافت کے  
مرتہ دیا ہے۔ نباتات کہ جمادات پر فضیلت ہے خدا نے ہی جمادات کو



خدا کے اس وجہ سے بمقتضای قدر دانی بنانا کا حیوانات کو مالک و متصرف قرار دیا ہے۔ حیوانات میں فرد اشرف انسان ہے عقل کی وجہ سے اس وجہ سے دیگر حیوانات کا اس کو مالک قرار دیا ہے۔

اگر انسان پابند غصہ کا ہے تو کوئی امتیاز اس میں اور درند و غنیمت نہیں ہے اور اگر پابند خواہش کا ہے تو بے دم کا بندہ سمجھو پس یہ فردین انسان کی بھی بمقتضای عقلی قدر دانی کے محکوم و مملوک ہیں اور انسانوں کے جو پابند عقل ہیں اور جو ہر انسانی جنمیں بوجہ اتم موجود ہے۔ اس لیے حکمت اخلاق میں ہے کہ استاد کا حق خدا کے حق سے کم اور ماں باپ کے حق سے زیادہ ہے کیونکہ ماں باپ اولاد کی جسمانی تربیت کرتے ہیں جو کہ دیگر جسمانیات میں بحسب جسمانیات مشترک ہیں اور کوئی شرف نہیں ہے بخلاف استاد کے وہ روحانی تربیت کرتا ہے انسان کو اشرف المخلوقات بناتا ہے پس بعد خدا کے مرتبہ استاد کا ہے جس سے عقلی فائدہ پہنچیں اور جو کہ عقل کے مقتضایے تجاوز خواہش یا غصہ کی پیروی نہ کرنے دے اور انسان کو انسان بنادے وہ اخلاقی حکمت کے پیشوا ہیں مگر چونکہ ان سے بھی بھولے چو کے عقل کے مقتضایے تجاوز اور خواہش یا غصہ کی پیروی ممکن ہے بخلاف پیغمبروں اور اماموں کے ان سے بھولے چو کے بھی خطا نہیں ہوتی اور وہ عقل مجسم اور خیر محض ہوتے ہیں اور بیڑا اوکھا لیتے ہیں عقل کی پابندی اور طرفدار رہی کا اور غصہ و خواہش کی ضد اور برخلافی کا پس خواہ مخواہ یہ اشرف ہونے کے جملہ مخلوقات سے۔

اب عقلی قدر دانی کے مقتضایہ دیکھو کیا ہے۔

پیغمبروں اور اماموں کو جملہ مخلوقات سے اس اخلاقی گریز نظر کر کے وہی نسبت ہونا چاہیے جو استاد و شاگرد حاکم و محکوم۔ آقا و غلام۔ مین ہوتی ہے۔



وعلوم اوستا و ستائر دین فرق رکھا جاوے۔

ضرور ہوگا کہ بروز قیامت بنا بر عقلی قدر دانی کے ہادیان دین انبیاء و ائمہ  
معصومین کو مرتبہ شفاعت عطا ہو کہ جو نیک بندوں کے اچھے چال چلتوں کی  
شہادت دین اور شفاعت کریں۔

یہ شبہ ہوتا ہے کہ خداوند کریم عالم و دانا ہے اسکو کسی شہادت و تصدیق کی  
ضرورت نہیں ہے۔ یہ سچ ہے لیکن اس تصدیق و شہادت سے یہ مطلب  
نہیں ہے کہ ان شہادت تو نے خدا علم حاصل کرے گا یا تکمیل کرے گا بلکہ ہمارے ہی  
آگاہ کرنے اور ہماری تکمیل علم کے واسطے ایسا ہو گا اور  
عقلی قدر دانی دکھانے کے واسطے تاکہ معلوم ہو کہ جیسا  
ہو گا اوسکی ویسی ہی قدر دانی کیجاو گی انھیں معنوں میں اگر مسیح کی صلیب  
ہونے کو کفارہ کہیں محض اس عقلی قدر دانی کی وجہ سے کیونکہ وہ آئین ناموس  
و اخلاق عقلی کی پابندی و حمایت میں گویا تلف ہوئے تو درست ہو گا۔  
یوحنا حواری کا کہنا کہ مسیح کا لہو ہم کو سارے گناہوں سے پاک کرتا ہے  
اسکے معنی یہی ہیں کہ جو گروہ مقربان الہی شفاعت گناہ گاروں کی کریں گے  
اونہیں سے شہید بھی ہیں اس گروہ نے جو اپنی جان خدا کی راہ میں دی ہے  
اور اپنا خون اوسکے واسطے نثار کیا ہے اوسکی وجہ سے انھیں شفاعت کا مرتبہ  
ملے گا حضرت مسیح اگرچہ واقع میں شہید نہیں ہوئے مگر دشمنوں نے اونکی شہادت  
میں کوئی کسر نہیں چوڑی اور اپنی دانست میں سولی دی اب یا اینہم خدا کا  
انھیں بچالینا محض اوسکی قدرت کے عجائبات میں تھا اوسکو بچانا نہ سمجھنا  
چاہیے لہذا خدا نے اونکو شفاعت کا مرتبہ عطا کیا اور اس مرتبہ کی وجہ سے  
حضرت مسیح اپنی امت کی شفاعت کریں گے اگرچہ مرتبہ نبوت ہی شفاعت  
کے لیے کافی تھا مگر مرتبہ شہادت سے اتھین اور ترقی ہونا چاہیے اسوجہ سے



بڑا ذریعہ ہے یہ وہ شفاعت ہے جو خدا کی کتابوں کے موافق اور عقل کے بالکل  
 مطابق ہے ورنہ سیاست مدن کے حاکمہ نکامز ہفت اقلیم کے سلاطین کا قتل  
 مسیح کی صلیب سے بدرجہا زاید ہو اسے ہزاروں گناہ گاروں اور بے گناہوں کو  
 صلیب دی گئی ہے کسی کے کان پر جون بھی نہیں رنگتی مرنے کو چیلین کوئی  
 بھی مرتے ہیں کوئی اونکا غم بھی نہیں کرتا آدمی کا چالیسواں برس تیرہا سی کچھ  
 ہوتا ہے محض عقلی قدردانی کی وجہ سے جو بہت ضروری بات ہے پس ایسے نیکوں  
 کی موت جو آئین ناموس و اخلاق عقلی کی پابندی میں مارے جاویں ضرور  
 غم و الم بھی اونکی موت کا عقلا عقل کے پابندوں اور اخلاق کے نوگروں  
 کو بہت کچھ ہوگا اور بمقتضای عقلی قدردانی کے موت ایسے شخص کی ضرور کفارہ  
 گناہوں کا ہوگی یا دوسرے الفاظ میں یوں سمجھو کہ ایسا شخص روبرو خدا کے  
 ضرور شفاعت کریگا اور اوسکی شفاعت مقبول ہوگی۔ پس جو فضل ہو حضرت  
 عیسیٰ سے (یعنی ہمارے نبی اکرم ص) یا جسکا مرٹنا ناموس و اخلاق کے پھیلانے  
 پر اور اوسکے گروں کی پابندی پر زیادہ کٹھن ہو حضرت عیسیٰ کی وہی صلیب سے  
 بلکہ تمام عالم اور ابتداءے عالم سے کیوں وہ کفارہ گناہوں کا نہ سمجھا جاویگا۔

کیا غریب و بیکس و مظلوم امت کا فدای امام حسینؑ جنکا صبر و استقلال جن کے  
 مصائب کی نظیر صفحہ عالم میں نہ ملے گی اگر اپنے نانا کی امت کے روبرو خداوند کریم کے  
 شفاعت کریں تو لایق قبول نہ ہوگی ضرور اسی عقلی قدردانی سے خدا نے شہادت  
 امام مظلوم کو ذریعہ نجات امت قرار دیا ہو مگر یہ ہمیشہ یاور ہے کہ گناہ سے مراد  
 وہی گناہ ہے جنکی بخشش کا خدا کو اختیار ہے اور جو قابل عفو ہیں نہ ہر گناہ اور  
 عذاب و ثواب کا مدار چال چلن ہی پر ہے جسکی حضرت آدم کے وقت سے تعلیم  
 دی گئی ہے بخلاف عیسائیوں کے اونھوں نے نجات کا مدار رکھ لیا ہے۔



وہی کہ اس پر اس کی سی ہو۔ اس عبادت میں وہی کہ اس پر اس کی سی ہو۔  
درستی چلن کے لیے ہی ماہ الامتیاز ہے درمیان ہمارے اور عیسائیوں کے۔  
جو اب تیسرے شہرہ کا مجرم کو توبہ و شفاعت کے سن لینے سے کیا ہر وقت  
جرات ہو سکتی ہے؟ نہیں ہرگز نہیں بخشش و نجات جب یقینی ہو اس وقت  
مجرم کو جرات ہوگی نہ ہر حال میں خدا فرماتا ہے وہ یغفر ما دون ذلالت  
لن یشتاء کیسا اچھا جملہ ارشاد ہوا ہے جس شخص کو چاہے گا بخشے گا کیونکہ  
بخشش وسیع کا حق ہے۔ یہ لفظ خوف و ارعاد و ان پہلوؤں کو برابر سے بھائی  
ہوے ہے جس سے مجرم کو ارتکاب مجرم کی نہ جسارت ہوگی اور نہ مایوس اپنی  
بخشش سے کیا معلوم کہ ہمیں کہ خدا بخشے اور کوئی بھی قطعی طور پر نہیں کہہ سکتا  
کہ ضرور شفاعت و بخشش ہم سے متعلق ہے چاہے جیسے ہی ہم جرائم کریں اور اگر  
کوئی ایسا خیال کرے تو جاہل و سفیہ ہے۔ توبہ اس شخص کی قبول ہوتی ہے  
جو بعد ارتکاب گنہ سے نادم ہو کر دل سے خدا کے ساتھ عہد باندھے کہ آئندہ  
ایسا گناہ نہ کرونگا۔ اور جو بد باطن یہ خیال کرے کہ خدا گناہ کیا کرے کہ خدا  
توبہ الرحیم ہے اب گناہ کر لو مرتے وقت توبہ کر لین گے سب گناہ معاف  
ہو جائیں گے اور اس طرح گناہ کا عادی ہو جاوے اس مردود کی توبہ ہرگز  
قبول نہ ہوگی اس کے لیے شدید العقاب، سورہ النساء موجود ہے امر توبہ کہ  
خدا نے بہت واضح طور پر بیان فرمایا دیا ہے ۛ اِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَىٰ لِلّٰهِ الَّذِیْنَ  
یَعْمَلُونَ السَّوْءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ یَتُوبُونَ مِنْ قَرِیْبٍ فَاُولَٰئِكَ یَتُوبُ اللّٰهُ  
عَلَيْهِمْ وَكَانَ اللّٰهُ عَلِیْمًا حَکِیْمًا وَلِیْسَتِ التَّوْبَةُ لِلَّذِیْنَ یَعْمَلُونَ  
السَّیِّئَاتِ حَتّٰی اِذَا احْضَرَهُمُ الْمَوْتُ قَالُ اِنِّیْ قَبِلْتُ اَلَا نُو  
لِلَّذِیْنَ یُؤْمِنُونَ وَهُمْ كَفَّاسٌ ۚ اِنَّمَا تُوْبَةُ الْوَافِیْنَ لَوْ كُنَیْ ہُوَ جَوْرٌ كَام  
غفلت سے گزر رہے ہیں پھر فوراً توبہ کرتے ہیں نہ اون لوگوں کی جو مرتے



اور نہ اونٹنی جو فکر کی حالت میں مر جاوے اگر بعد مرنے کے توبہ کرے تو قبول نہ ہوگی۔

اور یہی حالت شفاعت کی ہے ہر ایک کی شفاعت نہ کیجاوے گی مگر اسی جو اہل اسکا ہوگا۔

(چوتھے شبہ کا جواب) کذب وعید کا معارض یہ ہے کہ اگر خدا توبہ یا شفاعت سے نہ بخشے تو کذب وعید لازم آوے گا خدا کا یہ وعدہ ہے کہ عذاب بہت سے گناہوں کا زمانہ محدود تک ہوگا بیل کی ہی یہی ہدایت ہے کہ عذاب دائمی نہیں ہے و خداوند رحیم و کریم غصہ میں دھیمہ اور شفقت میں بڑھ کر ہے اوسکا ہتھیلا نا دائمی نہیں و غصہ کو اب تک نہیں پہنچتا (ذبورہ ص ۸۰) جب خدا کا عذاب نہیں چاہے مطلب ہے کہ عذاب گناہوں کا زمانہ محدود تک ہے تو بعد اس مدت کے بخش دیا جاوے گا اور بہت سے گناہوں کو اگر توبہ کر لی ہی تو بدو ن عذاب بخش دے گا پس وعید اگرچہ جملہ گناہوں میں ہے لیکن مراد اس سے وہی گناہ ہیں جنہیں انسان بدو ن توبہ مرے یا وہ گناہ جنکی توبہ نہیں ہے مثل ارتداد کے یا ہر وہ گناہ جو حالت شرک میں ہو پس وعید ہر گز جوئی نہیں ہے خدا ضرور ہر گناہ کی مراد ہے گا اگر بغیر توبہ مرے ہیں اور اگر دنیا میں توبہ کر لی ہے تو آخرت میں شفاعت کے بعد بخشا جاوے گا کذب وعید کیسا

قتل بروہ لا تغفل

اسجد النفوی

اعلان دفتر دار التبلیغ سے آٹھ آنے سے کم کا دی پی روانہ نہیں ہوتا اس سے کم کے لیے ٹکٹ آنا چاہیے۔



# دار التبلیغ کے احکام و ضوابط

۱۱) ہر سال بتاریخ انیس رجب المرجب کو میر شیعہ بستی میں مجلس فاتحہ خوانی اپنے حقیقی محسن ہادی دین رہنما کے مریدین حضرت غفران ماب طالب شراہ منعقد کر کے ابدائے ثواب کرنا۔

۱۲) تبلیغ اسلام جدید تصانیف کی اشاعت اور قدیم ضروری و کارآمد کتابوں کی طبع سے۔

جو حضرات ہر سال مجلس فاتحہ خوانی منعقد کر کے دفتر دار التبلیغ کو اطلاع دینگے وہ معین دار التبلیغ کے جاوین گے۔

جو حضرات کم از کم ایک روپیہ چندہ ماہوار طبع و اشاعت کتب دار التبلیغ کی واسطے عطا کریں گے وہ حامی دار التبلیغ کے جاوین گے۔

جو حضرات مجلس فاتحہ خوانی برپا کریں گے اور نیز چندہ ماہانہ بھی دینگے وہ مریدین دار التبلیغ سمجھے جاوینگے۔

نوٹ) دار التبلیغ کو جو چندہ دیا جاوے گا وہ کتاب کی صورت میں بعد وضع حصول ڈاک چندہ دہندگان کو واپس ہوتا رہے گا۔

## کتاب مطبوعہ دار التبلیغ

(۱) ورثۃ الانبیاء حالات جناب غفران اب اولاد اطیاب معہ حصول ڈاک قیمت ۱۲

(۲) التنازع ہندو مذہب کے مسئلہ جنم کا ابطال علاوہ حصول ڈاک قیمت ۱۲

(۳) حیات رضوان مکان سوانح عمری ملا ذوالعلماء

جناب سید یحییٰ صاحب طالب شراہ ۱

(۴) حیات فردوس مکان سوانح عمری سید العلماء

جناب سید محمد ابراہیم طالب شراہ ۱۲

(۵) ود الشقیع ما شفاعت ختمی مرتبت کا عقلی و نقلی ثبوت ۱

محکم دلائل سے مزین و متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ